اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر — غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ۱

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ؏

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۷۷ | ۸ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۲۴ دسمبر بوقت ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے رو بصحت ہے۔ کل تمام دن زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر ۹۸.۸ رہا۔ اور آج صبح ۹۷.۸ تھا۔ طبیعت گو ابھی پوری طرح صاف نہیں۔ اور کمزوری بھی باقی ہے۔ تاہم حضور نے جلسہ کے متعلق کام شروع فرما دیا ہے ؛۔

"بزم احمد" کا ایک جلسہ ۲۳ دسمبر مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کی صدارت میں مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ جس میں جامعہ احمدیہ و مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے تقریریں کیں ؛۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب سے مستفیض ہونے اور رمضان المبارک کی قیمتی گھڑیوں سے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے کثیر التعداد افراد دارالامن میں دور دراز سے پہنچ رہے ہیں۔ اور مقامی احباب اپنے بھائیوں کے خیر مقدم اور مہمان نوازی میں مشغول ہیں ؛

جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب کا خیر مقدم

اھلاً و سھلاً و مرحباً

ہم ان تمام احباب کرام کا جنہیں اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق دی۔ کہ ایک بار پھر اپنے پیارے مسیح کی مقدس بستی میں جمع ہوں۔ تاکہ ان تمام برکات سے حصہ لیں۔ جو اس مقدس سرزمین سے وابستہ ہیں۔ اور ان انوار قدسیہ سے بہرہ اندوز ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور آپ کے خلفاء اور ان کی صحبت سے حصہ پانے والے بزرگوں سے وابستہ ہیں۔ تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت میں اس سعادت اندوزی پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ انہیں اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ اور جس غرض کے لئے انہوں نے اس قدر سخت سردی کے ایام میں اکیلے یا اہل و عیال سمیت صعوبات سفر برداشت کی ہیں۔ وقت اور مشکلات کے ایام میں مالی قربانی کی ہے۔ اس کے حصول کو ان پر آسان کر دے۔ یعنی ان کی رُوحانیت اور ایمان میں اضافہ فرمائے تسکین قلب عطا کرے۔ ان کی دینی و دُنیوی مشکلات کو دور فرمائے اور انہیں اس مقدس اجتماع کی برکات سے پوری طرح مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے ؛۔

یوں تو قادیان میں کسی وقت بھی آنا ہر احمدی کے ایمان کی تازگی کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن جلسہ سالانہ کا اجتماع خدا تعالیٰ کی ہستی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک ایسا زبردست جلوہ ہے۔ کہ ممکن نہیں۔ اسے دیکھ کر انسان کے قلب میں انقلاب نہ پیدا ہو جائے۔ اور اس مقدس سرزمین میں آنے والے کے اس عظیم الشان اجتماع کو دیکھ کر اس کے ایمان میں نمایاں اضافہ نہ ہو۔ اس لحاظ سے بھی جلسہ میں آنے والے احباب کی سعادت مندی اور خوش قسمتی قابل صد مبارکباد ہے ؛

قادیان میں جلسہ سالانہ کے ایام اور پھر ماہ رمضان المبارک کے ایام اس قدر قیمتی ہیں۔ کہ ان سے خاص طور پر فائدہ اٹھانا چاہیئے پس اس مقدس سرزمین میں مقدس اجتماع کے موقعہ پر اس مبارک مہینہ کے مبارک ایام کو دعاؤں اور عبادات میں صرف کرنا چاہیئے اسلام کی عظمت کے لئے اور سلسلہ کی ترقی کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں ؛

اس موقعہ پر ہم حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا وہ خاص پیغام بھی احباب کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔ جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اور درازی عمر کے لئے کم از کم چالیس روز تک فریضہ نماز اور تہجد میں دعائیں کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ رمضان المبارک میں جلسہ سالانہ کے ایام میں۔ اور مبارک اجتماع کے دوران میں تمام کے تمام احباب کو دعا کرنے کا جو موقعہ بھی نصیب ہو۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اور درازی عمر کے لئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں۔ خشوع وخضوع کے ساتھ کی جائیں۔ پھر جماعت کے دوسرے بزرگوں خاصکر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے۔ پھر جماعت کے ان لوگوں کے لئے جو کسی قسم کی مشکلات میں مبتلا ہوں۔ خواہ وہ جلسہ پر آئے ہیں۔ یا نہیں آسکے۔ دعائیں کی جائیں۔ پھر اپنی دعاؤں میں تمام دُنیا کے لوگوں کو خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہوں۔ شامل کیا جائے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی آنکھیں کھول دے۔ اور اس نور سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق بخشے جو اس نے حضرت مسیح [illegible] غرض دعاؤں کے ان مبارک ایام سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جائے۔ اور باقی اغراض جلسہ کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے ؛

شیخ فضل کریم صاحب کی رہائی

جناب شیخ فضل کریم صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بالاکوٹ ہزارہ جنہیں کچھ عرصہ ہوا ضلع ہزارہ کے ڈپٹی کمشنر نے ایک ٹریکٹ شائع کرنے کی وجہ سے زیر حراست کر رکھا تھا۔ رہا کر دیئے گئے ہیں الحمد للہ

(نامہ نگار)

اعلان تعطیل

جلسہ سالانہ کی مصروفیت کی وجہ سے ۲۸ر دسمبر کا اخبار شائع نہیں ہوگا۔ اور اس پرچہ کے بعد انشاء اللہ ۳۰ر دسمبر کا اخبار احباب کی خدمت میں پہونچے گا۔ اطلاعاً عرض ہے ؛

ایک غلطی کی اصلاح

۱۹ ستمبر ۱۹۳۳ء کے اخبار "الفضل" میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ملفوظات کے سلسلہ میں سبز اشتہار والی پیشگوئی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حسب ذیل سطور شائع کی گئیں۔ تو اسی وقت حضور نے فرمایا۔ کہ وہ صحیح نہیں۔ اور میں ان کی اصلاح خود لکھ کر دونگا۔ اس کے بعد حضور علالت طبع اور دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ فرماسکے۔ چونکہ یہ ایک اہم معاملہ کے متعلق افسوسناک غلطی ہے اس لئے اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔

اخبار میں یہ الفاظ شائع ہوئے تھے :۔

"مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں جو خبر ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کسی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت نہیں کھڑا ہونا۔ بلکہ ساری دُنیا میں عام خرابی پیدا ہو جانے کے وقت کھڑا ہونا ہے"

دراصل حضور نے یہ فرمایا تھا۔

"مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں جو خبر ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں کسی جزوی خرابی کے پیدا ہونے کے وقت کھڑا ہونا ہے ساری دُنیا میں عام خرابی پیدا ہو جانے کے وقت کھڑا نہیں ہونا۔ اور الوصیت والی پیشگوئی کے مصداق نے عام خرابی کے پیدا ہونے پر مبعوث ہونا ہے"

جلسہ پر آنے والے احباب اور روزہ

گزشتہ ایام میں بعض احباب کے خطوط کے جواب میں [illegible] خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے لکھوایا۔ کہ احمدی احباب جو سالانہ جلسہ پر آئیں۔ وہ یہاں آکر روزے رکھ سکتے ہیں۔ مگر جو نہ رکھیں۔ اور بعد میں رکھیں ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں کمزور صحت والے جو مسافرت کی تکالیف اور مسافرت کے [illegible] برداشت نہیں کرسکتے۔ ان کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ وہ روزے بعد میں رکھیں۔ کیونکہ یہ صرف رخصت ہے۔ نہ کہ اصل حکم ؛

مقدمہ بہاولپور کے متعلق اطلاع

مقدمہ بہاولپور کی سماعت ۱۶ تا ۲۳ دسمبر ہوئی۔ ہماری طرف سے مختار مدعیہ کی بحث کا جواب دیا گیا۔ بقیہ بحث کیلئے ۱۲ر جنوری مقرر ہوئی۔ فریقین کی طرف سے عدالت کے اختیار سماعت پر بھی شہادتیں ہوئیں بعض اخبارات نے بہت سی خلاف واقعہ باتیں لکھی ہیں۔ تفصیلی کارروائی آئندہ لکھی جائے گی۔ انشاء اللہ (جلال الدین شمس مختار مدعا علیہا)

جلسہ سالانہ میں ریلگاڑیوں کا انتظام

اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر محکمہ ریلوے نے گاڑیوں کا جو انتظام کیا ہے۔ وہ احباب کی سہولت کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے :۔

آمد کے لئے خاص انتظام

۱۔ لاہور ریلوے اسٹیشن سے جو گاڑی صبح ۵ منٹ ۸ گھنٹہ پر امرتسر کے لئے چلتی ہے۔ یہ سیدھی قادیان جائے گی۔ اور قادیان سے جو گاڑی صبح ۷ بجکر ۵ منٹ پر چلتی ہے۔ یہ سیدھی لاہور آئے گی۔ یہ سہولت ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۳ء سے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۳۳ء تک رہے گی ؛

۲۔ ۲۵۔ اور ۲۶ر دسمبر کو دو اسپیشل گاڑیاں بٹالہ سے قادیان کے لئے ذیل کے اوقات پر چلائی جائیں گی۔ بشرطیکہ مسافر کافی تعداد میں موجود ہوئے۔ اے اسپیشل۔ بٹالہ سے چلنے کا وقت ۲ بجکر ۵ منٹ قادیان پہونچنے کا وقت ۲ بجکر ۴۰ منٹ ؛ بی اسپیشل۔ بٹالہ سے چلنے کا وقت ۱۴ بجکر ۳۰ منٹ۔ قادیان پہنچنے کا وقت ۱۵ بجکر ۵ منٹ جو مسافر امرتسر سے رات کو ۳۲۰ ڈون یا صبح ۱۱۲ ڈون میں سفر کریں گے وہ ان اسپیشل گاڑیوں میں بٹالہ سے قادیان کو جاسکتے ہیں۔ اور یہ انتظام محض اس لئے کیا ہے۔ کہ قادیان جانے والے مسافروں کو بٹالہ میں زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑے ؛

۳۔ ۲۵۔ اور ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو ایک اسپیشل گاڑی امرتسر سے شام کو ۱۹ بجکر ۵ منٹ پر چلائی جائیگی۔ جو قادیان ۲۱۔ بجکر ۳۵ منٹ پہنچیگی۔

واپسی کے لئے خاص انتظام

۱۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو واپسی کے لئے ایک اسپیشل گاڑی رات کو گیارہ بجے قادیان سے۔ امرتسر کے لئے ذیل کے اوقات پر چلائی جائے گی۔ قادیان سے چلنے کا وقت منٹ گھنٹہ ۲۳ [illegible] بٹالہ پہونچنے کا وقت [illegible] بٹالہ سے چلنے کا وقت ۴۱ ۔ ۲۳۔ امرتسر پہنچنے کا وقت [illegible]

۲۔ ۲۹۔ اور ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۳ء کو ایک اسپیشل گاڑی قادیان سے امرتسر کے لئے ذیل کے اوقات پر چلائی جائیگی۔ قادیان سے چلنے کا وقت منٹ گھنٹہ ۴۵۔ ۹۔ بٹالہ پہنچنے کا وقت ۱۵۔ ۱۰۔ بٹالہ سے چلنے کا وقت ۲۵۔ ۱۰۔ امرتسر پہنچنے کا وقت ۵ ۴۔ ۱۱ [illegible] ایک اور اسپیشل گاڑی قادیان سے امرتسر کے لئے ۲۹ اور ۳۰ر دسمبر کی شام کو [illegible] بجے بر اوقات ذیل چلائی جائے گی۔ اور اگر اس اسپیشل میں مسافر لاہور کے لئے بکثرت موجود ہوئے۔ تو یہ اسپیشل سیدھی لاہور لائی جائے گی۔ اور تمام درمیانی اسٹیشنوں پر کھڑی ہوگی۔ قادیان سے چلنے کا وقت منٹ گھنٹہ [illegible] بٹالہ پہنچنے کا وقت ۴۴۔ ۱۷۔ بٹالہ سے چلنے کا وقت ۶۔ ۱۸۔ امرتسر پہنچنے کا وقت ۱۔ ۱۹۔ امرتسر سے چلنے کا وقت [illegible] لاہور پہنچنے کا وقت ۱۵۔ ۲۱ ؛ ۴۔ جو گاڑی قادیان سے ۲۵۔ ۱۵ پر چلتی ہے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

484

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ رمضان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

لدھانہ میں ایک نو مسلم کی خودکشی

مقامی جماعت احمدیہ پر بے جا الزام

آج کل بے کاری اور مالی مشکلات کے باعث خودکشی کے جو حادثات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ خاص کر آوارہ مزاج مسرف اور دینی تربیت سے بے بہرہ نوجوان جو اپنی فضول خرچیوں سے تنگ آکر اور اپنی بے جا امیدوں کے پورے ہونے کی کوئی صورت نہ دیکھ کر اپنا خاتمہ کر لیتے ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی نوجوان کی خودکشی ایک معمولی بات ہے۔ لیکن چند دن ہوئے لدھیانہ میں جب ایک لڑکے۔ نے جو پہلے ہندو تھا۔ اور جس کی حالت پر رحم کھا کر لدھانہ کی چھوٹی سی جماعت احمدیہ اس کے کھانے پینے اور تعلیم کے اخراجات میں امداد دیتی تھی۔ جب خودکشی کر لی۔ تو پنجاب کے بعض ہندو مسلمان اخبارات نے اس کا خصوصیت سے ذکر کیا۔ اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ لدھیانہ پر الزام لگایا۔ کہ اس کے اخراجات مہیا نہ کرنے کی وجہ سے اس نے خودکشی کی ہے:

بے جا الزام

چنانچہ لکھا:۔

"ایک قادیانی نوجوان نے جو الیکٹریکل سکول لدھانہ میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ زہر کھا کر خودکشی کر لی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نوجوان پہلے ہندو تھا۔ مگر قادیانیوں کے دھوکہ میں آکر قادیانی ہوگیا۔ نوجوان چونکہ غریب تھا۔ اس لئے سکول کی فیس ادا نہ کر سکا جس وقت سکول کی طرف سے فیس کی ادائگی کا شدید مطالبہ کیا گیا۔ تو نوجوان مقامی قادیانی جماعت کے سکرٹری کے پاس گیا۔ اور مدد کے لئے درخواست کی۔ مگر سکرٹری نے صاف جواب دے دیا۔ واپس آکر نوجوان نے زہر کھا لی۔ اس کو ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا"۔ (زمیندار ۱۳۔ دسمبر)

اخبارات کی بے جا روش

خودکشی کے اس واقعہ کو ہندو اخبارات نے تو اس لئے اہمیت دینے کی کوشش کی۔ کہ خودکشی کرنے والا پہلے ہندو تھا۔ اور وہ اس کی آڑ میں ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے روکنا چاہتے تھے چنانچہ "ملاپ" (۱۴۔ دسمبر) نے لکھ بھی دیا۔ کہ:۔

"جو ہندو اس لئے دھرم چھوڑتے ہیں۔ کہ مسلمان بن کر وہ آسودگی کی زندگی بسر کر سکیں گے۔ وہ اس نومسلم کا حشر دیکھ لیں"۔

لیکن بعض مسلمان اخبارات نے اپنی نادانی سے ہندوؤں کے اس مقصد کو تقویت دینی چاہی۔ حالانکہ اگر وہ عقل وفکر سے کام لیتے۔ تو سمجھ سکتے تھے۔ کہ اس واقعہ کی ذمہ داری خودکشی کرنے والے کی اپنی نادانی۔ کم عقلی اور بے ہمتی پر عائد ہوتی ہے۔ نہ کہ جماعت احمدیہ لدھیانہ پر۔ جس نے دو سال سے اس کے اخراجات کا اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق انتظام کیا ہوا تھا۔ اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسے الیکٹریکل سکول میں داخل کرایا ہوا تھا۔

خاص سلوک

کیا کوئی شخص یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں ایسے افراد نہیں ہیں۔ جو مالی لحاظ سے تنگی اور عسرت کی زندگی بسر کر رہے ہوں۔ اور ایسے نوجوان نہیں ہیں۔ جو مالی مشکلات کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہوں۔ موجودہ کساد بازاری اور اقتصادی مشکلات کی وجہ سے بیسیوں احمدی لڑکے ایسے ہیں۔ جو بیکار ہیں۔ اور کسی قسم کی تعلیم پانے کے اخراجات حاصل نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں اس نو مسلم لڑکے کو جس نے خودکشی ایسے گناہ کا ارتکاب کیا۔ الیکٹریکل سکول میں تعلیم دلانا۔ اور اس کے اخراجات کا پورا کرنا اس کے ساتھ خاص سلوک نہیں تو اور کیا تھی۔ اور یہ محض اس کے نومسلم ہونے کی وجہ سے تھا۔ لیکن چونکہ اس میں شکر گزاری کا مادہ نہ تھا۔ اس لئے انسانوں کے سلوک کی قدر کرنا تو الگ رہا اس نے خدا تعالےٰ کی بھی سخت ناشکری کی۔ اور خسر کم جہاں پاک کا مصداق بن گیا۔

دھوکہ سے رقم کا مطالبہ

جماعت احمدیہ لدھانہ نے اس کے متعلق جو حالات بھیجے ہیں ان سے ظاہر ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ اس کے کھانے اور رہائش کا انتظام کرنے کے علاوہ ایک احمدی نے اسے ٹیوشن بھی دی ہوئی تھی۔ اور اس کی تصدیق اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔ جو الیکٹریکل سکول لدھیانہ کے منیجر نے ۱۹۔ دسمبر کے "زمیندار" میں شائع کرایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ "میاں احمد دین احمدی نے اس کے کھانے اور رہنے کا انتظام کر دیا"۔ "ایک احمدی نے ٹیوشن بھی دی ہوئی تھی"۔ مگر باوجود اس کے وہ جماعت احمدیہ سے سکول کی فیس وغیرہ کے نام سے کسی رقم کا مطالبہ کرتا رہتا تھا۔ اور اسی کا نہ ملنا خودکشی کا موجب بتایا جا رہا ہے۔ جیسا کہ "زمیندار" (۱۳۔ دسمبر) نے لکھا۔ کہ

"جس وقت سکول کی فیس کی ادائگی کا شدید مطالبہ کیا گیا۔ تو نوجوان مقامی قادیانی جماعت کے سکرٹری کے پاس گیا۔ اور مدد کے لئے درخواست کی۔ مگر سکرٹری نے صاف جواب دے دیا۔ واپس آکر نوجوان نے زہر کھا لی"۔

اگرچہ یہ صحیح نہیں۔ کہ مقامی جماعت کے سکرٹری نے اسے صاف جواب دے دیا۔ سکرٹری نے اس کے لئے مرکز میں درخواست بھیجی۔ اور بعض ذی وسعت لوگوں کو امداد دینے کی تحریک بھی کی۔ مگر یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس نومسلم نے کھانے پینے اور دوسرے اخراجات کا مناسب انتظام ہونے کے باوجود فیس کے نام سے ایک خاص رقم کا مطالبہ کیا۔ اگر اسے فی الواقعہ فیس ادا کرنی ہوتی۔ اور اس کا فوری انتظام نہ ہو سکتا۔ تو بھی اس کا خودکشی کرنا نہایت ہی معیوب فعل ہوتا۔ لیکن حقیقت یہ تھی۔ جس کا اظہار الیکٹریکل سکول کے منیجر نے کیا ہے۔ کہ نہ اس سے کسی نے فیس کا مطالبہ کیا۔ اور نہ اس کے ذمہ سکول کے متعلق کوئی واجب الادا رقم تھی۔ چنانچہ منیجر صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"اس کی فیس کلیۃً معاف تھی۔ اس کی ہر قسم کی فیس اور چندہ وغیرہ معاف کر دیئے گئے۔ پرنسپل صاحب نے کچھ دن تک کھانا بھی دیا۔ طلباء نے کپڑوں سے امداد کی"۔ (زمیندار ۱۹۔ دسمبر)

فضول خرچی کا انجام

ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ وہ جھوٹ بول کر اور فیس کے نام سے دھوکا دے کر ایک خاص رقم وصول کرنا چاہتا تھا۔ اور چونکہ اس کے کھانے۔ رہائش۔ اور دوسرے ضروری اخراجات کا انتظام جماعت احمدیہ لدھانہ نے کر رکھا تھا۔ اس لئے اس رقم کا دھوکہ سے طلب یقیناً جذبۂ اسراف و آوارگی کی سیری کے لئے تھا۔ لیکن جب اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ تو اس نے وہی راہ اختیار کی۔ جو انتہا درجہ کے آوارہ مزاج لوگ اپنی بُری خواہشوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ہاتھوں تنگ آکر کیا کرتے ہیں۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کے خودکشی ایسے فعل شنیعہ کی ذمہ واری اس کے سوا کسی اور پر عائد ہو سکتی ہے۔

ہندوانہ ذہنیت کا نتیجہ

بے شک وُہ نومسلم کہلاتا تھا۔ لیکن اس نے اس وقت تک اپنی اس ذہنیت کی اصلاح نہ کی تھی۔ جو اسے اپنے آبائی مذہب سے حاصل ہوئی تھی۔ اور جس کا شکار اور تو اور خود گاندھی جی ایسا انسان بھی کئی بار ہو چکا ہے۔ یہ ہندو دھرم ہی کی تعلیم ہے۔ کہ جب کوئی انسان اپنے کسی مقصد میں خواہ وُہ کیسا ہی ناروا ہو ناکامی اور نامرادی سے ہم کنار ہو۔ تو کم ہمتی اور بزدلی کا شکار ہو کر خودکشی کے لئے تیار ہو جائے۔ چنانچہ گاندھی جی بھی متعدد بار اس کا مظاہرہ کر چکے۔ اور اس طریق سے ہندوؤں کو مرعوب کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اسلام اسے نہایت ہی معیوب قرار دیتا اور اس کا ارتکاب کرنے والے کو نہایت ہی قابل نفرت ٹھیراتا ہے۔ اس وجہ سے کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی اس قسم کے فعل کو کچھ وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

جماعت احمدیہ کا محتاجوں سے سلوک

اسلام بے شک محتاجوں اور حاجت مندوں کی امداد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے اس کے ہر شعبہ میں جس قدر رقم ایسے اخراجات کے لئے رکھی جاتی۔ اور محتاجوں پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس کی مثال کہیں اور نہیں مل سکتی۔ لیکن یہ امداد حسب ضرورت ہی دی جا سکتی ہے۔ اور جائز و ضروری اخراجات کے لئے دی جا سکتی ہے نہ کہ فضول خرچی۔ اور آوارگی کے لئے۔ خودکشی کرنے والے نومسلم کو بھی ضروری اور مناسب امداد دی گئی۔ اور اس سے خاص سلوک کرتے ہوئے اسے ایسی تعلیم دلانے کا انتظام کیا گیا۔ جو اس کے لئے ذریعہ معاش بن سکے۔ اور وُہ آرام کی زندگی بسر کر سکے۔ بحالیکہ بہت سے احمدی طلباء کے لئے ایسا انتظام نہیں کیا جا سکا۔

دُون ہمتی کا انجام

لیکن اس کی دُون ہمتی۔ آوارگی۔ اور آبائی ذہنیت نے اسے اپنا شکار بنا لیا۔ اور وُہ بجائے اس کے کہ شکر گزاری کے جذبہ کے ساتھ اسلامی تعلیم کے ماتحت مشکلات پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہوا ترقی کی طرف قدم بڑھاتا۔ ناشکری اور ناسپاسی کا مرتکب ہو کر تحت الثریٰ میں جا گرا۔ چونکہ اس نے ایک نہایت کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو اسلام سے خارج کر لیا۔ اس لئے وہ اس قابل نہ رہا تھا۔ کہ اس کی لاش کے ساتھ وُہ سلوک کیا جاتا۔ جس کی مستحق کسی مسلمان کی لاش ہو سکتی ہے۔ یعنی جنازہ پڑھنا جائز نہ تھا۔ البتہ وُہ ٹھکانے لگائی جا سکتی تھی۔

جماعت احمدیہ میں نومسلموں سے سلوک

باقی رہا۔ ملاپ۔ کا یہ کہنا کہ "جو ہندو اس لئے دھرم چھوڑتے ہیں۔ کہ مسلمان بن کر وُہ آسودگی کی زندگی بسر کر سکیں گے۔ وہ اس نومسلم کا حشر دیکھ لیں" اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ فی الواقعہ جو ہندو اس مقصد و مدعا کی خاطر مسلمان بنتے ہوں۔ کہ انہیں دنیوی عیش و عشرت کی زندگی حاصل ہو۔ وُہ مسلمانوں سے محض نومسلم کہلا کر مالی امداد حاصل کریں اور اسے آوارگی میں اڑائیں۔ اسلامی تعلیم سے نہ واقفیت حاصل کریں۔ اور نہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر اپنے اعمال کو اس کے مطابق بنائیں۔ وُہ ضرور "اس نومسلم کا حشر دیکھ لیں" جس نے محض دُنیوی مفاد کو پیش نظر رکھا۔ جس نے کھانے پینے رہائش۔ اور تعلیم کا مناسب انتظام ہونے کے باوجود آوارگی۔ اور فضول خرچی کے لئے دھوکہ سے روپیہ حاصل کرنا چاہا۔ اور آخر اسلامی رُوح سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے خودکشی ایسے مذموم اور قابل نفرت فعل کا ارتکاب کیا۔ لیکن جو ہندو حق و صداقت کے متلاشی ہوں۔ جو اس کے لئے ہر قسم کی مشکلات اور تکالیف مردانہ وار برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور جنہیں اسلام کی تعلیم سے واقفیت حاصل کر کے اپنی آخرت سنوارنے کی خواہش ہو۔ انہیں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نہایت خوشی سے ان کا خیر مقدم کرنے۔ اور انہیں ہر ممکن امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ اور وُہ حق و صداقت پا کر اپنے لئے روحانی تسکین مہیا کرنے کے علاوہ دُنیا میں بھی شریفانہ اور معززانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یہ محض دعوے ہی نہیں۔ بلکہ واقعات سے ثابت شدہ حقیقت ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ میں متعدد ایسے اصحاب موجود ہیں۔ جنہوں نے ہندو دھرم سے مطمئن نہ ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور اپنی صادقانہ جدوجہد سے ثابت کر دیا۔ کہ وُہ کسی دنیوی لالچ اور مال و دولت کے طمع سے مُسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ اسلام کی صداقت کو دیکھ کر ایمان لائے۔ اور اسلامی تعلیم پر عمل کر کے انہوں نے روحانیت حاصل کرنے۔ اور اس میں ترقی کرنے کی کوشش کی۔ اس کے نتیجہ میں جہاں انہیں مذہب کے متعلق اطمینان قلب حاصل ہوا۔ وہاں جماعت احمدیہ میں انہوں نے خاص وقار اور عزت بھی حاصل کی۔ ان کی شادیاں نہایت معزز مسلمان گھرانوں میں ہوئیں۔ انہیں جماعت میں نہایت ذمہ دارانہ عُہدے دیئے گئے۔ اور وُہ نہایت ہی اطمینان اور عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

خدا کی راہ میں تکالیف برداشت کرنا

یہ ہے وُہ سلوک جو جماعت نے ان نومسلموں کے ساتھ کیا۔ جو حق و صداقت کی خاطر اسلام لائے۔ اور جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اور اسلام کی خاطر ہر قسم کی تکالیف و مشکلات برداشت کرنا انہوں نے ضروری سمجھا۔ جب دُنیا کے کسی معمولی سے معمولی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے محنت و مشقت برداشت کرنا ضروری ہے تکالیف و مشکلات جھیلنا لازمی ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ روحانیت ایسی اعلےٰ اور گراں مایہ چیز حاصل کرنے۔ اور اپنے خالق و مالک کا محبوب بننے کے لئے کوئی تکلیف برداشت نہ کرنی پڑے۔ اور کوئی شخص صرف نومسلم کہلا کر سمجھ لے۔ کہ اسے ہر قسم کا آرام و آسائش حاصل کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔

مومن کیلئے آزمائشوں سے گزرنا ضروری ہے

اسلام نے تو ہر مومن کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ کہ وُہ خدا کی راہ میں مشکلات۔ اور تکالیف برداشت کرے۔ اور ثابت قدم رہ کر کامیابی حاصل کرے۔ صرف نام کا مسلمان کہلانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور نہ اس کا کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکٰذبین یعنی کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لے آئے۔ نومسلم کہلانے لگ گئے۔ انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے گا۔ یہ صحیح نہیں۔ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمائشوں میں ڈالا۔ اور ان کو بھی ڈالیں گے۔ تاکہ ایمان لانے کے دعوے میں سچے اور جھوٹے انسانوں میں امتیاز قائم کریں۔

پس جبکہ ضروری ہے۔ کہ ہر وُہ شخص جو اسلام میں داخل ہو۔ اور مسلمان کہلائے آزمائشوں میں ڈالا جائے۔ مشکلات میں سے گزارا جائے۔ اور یہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز قائم کرنے کا طریق ہے تو جو شخص ایمان لانے۔ اور اسلام میں داخل ہونے کا دعوےٰ کر کے مشکلات میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ وُہ اپنے جھوٹے ہونے کا خود ثبوت پیش کر دیتا ہے۔ اور بتا دیتا ہے۔ کہ مسلمان بننے اور مسلمان کہلانے سے اس کی غرض ایمان حاصل کرنا۔ اور خدا کی رضا چاہنا نہیں۔ بلکہ نفسانی اغراض و خواہشات کو پورا کرنا تھا۔ ایسے شخص کا بدترین انجام ہوتا۔ اور اس کا دین و دُنیا میں خائب و خاسر رہنا یقینی ہے۔

محض نام کا نومسلم

پس لدھیانہ میں جس نومسلم نے خودکشی کا ارتکاب کیا۔ اس نے ثابت کر دیا۔ کہ وُہ محض نام کا نومسلم تھا۔ اسلام سے اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور نہ وہ اسلام کی خاطر مسلمان ہوا تھا۔ نومسلم بننے سے اس کی غرض نفسانی اغراض کا حصول تھا۔ اور جب اس نے اس میں کامیابی نہ دیکھی۔ تو مسلمان کہلانے کی ظاہری نقاب بھی اس نے اتار پھینکی اور جہنم کا رستہ اختیار کر لیا۔

نومسلم کی احمدیت کی حقیقت

الیکٹریکل سکول کے منیجر صاحب نے جو بیان شائع کرایا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نومسلم احمدیت سے علیحدگی کا ذکر کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ منیجر صاحب نے اس کا یہ فقرہ پیش کیا ہے۔ کہ وُہ کہتا تھا۔ "میں قادیانیت سے توبہ کرتا ہوں" یہ تھی اس کی احمدیت۔ مگر باوجود اس کے جماعت احمدیہ لدھیانہ دو سال سے اس کے ہر قسم کے ضروری اخراجات برداشت کر رہی تھی۔ اور اس طرح اسے موقعہ دے رہی تھی۔ کہ وُہ اپنی اصلاح کرے۔ اسلام سے حقیقی وابستگی پیدا کر سکے مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور آخر اپنے بُرے اعمال اور گندے خیالات

485
Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کے متعلق مضمون

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ازروئے قرآن مجید

خداتعالےٰ نے سلسلہ تکوین کے ساتھ سلسلہ ہدایت بھی ایسے رنگ میں جاری فرمایا ہے۔ کہ ابتداء آفرینش سے ہی یہ دونوں سلسلے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں۔ جس طرح سلسلہ تکوین میں جسمانی ضروریات کے لئے ظاہری آب حیات کی ضرورت ہے اسی طرح سلسلہ ہدایت کے لئے روحانی پانی لابدی ہے۔ جو انبیاءٔ و مرسلین کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن کے گہرے رشتہ کی طرح جسمانی و روحانی پانیوں کا بھی باہمی خاص تعلق ہے۔ جس کی بناء پر خداتعالےٰ نے قرآن پاک میں انبیاء و مرسلین کی بعثت کی ضرورت ظاہری بارش کے پانی سے مبرہن کی ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ اور تمام مذاہب متفق ہیں۔ کہ خداتعالےٰ کی طرف سے ہزاروں لاکھوں نبی رسول اوتار رشی وغیرہ اسماء مبارکہ سے متصف ہستیاں دنیا میں ظہور پذیر ہوتی رہی ہیں۔ گو وہ سب بزرگان مذاہب حالات اور ضروریات کے مطابق مختلف اوصاف سے متصف ہو کر اور مختلف ناموں سے جلوہ گر ہوتے رہے ۔ تاہم ماکنت بدعاً من الرسل کی رو سے ایک ہی جوہر کے ٹکڑے تھے۔ اور ایک ہی خدا کی طرف سے ایک ہی غرض "اصلاح خلق" کے لئے آتے رہے۔

تمام انبیاء کی صداقت کے معیار

موجودہ زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی مختلف شانوں اور مختلف اوصاف و متعدد صفاتی اسماء مبارکہ کے باوجود وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ یعنے آپ بھی خداتعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور و مبعوث ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

پس جن دلائل اور معیارات کی رو سے کسی ہندو نے اپنے رشی و اوتار کو کسی موسائی نے اپنے ہادی کو کسی عیسائی نے خدا کے پرستار و راستباز و پاک روح والے کو کسی مسلمان نے انبیاء و مرسلین کو صادق و منجانب اللہ جان کر تسلیم کیا ہے۔ انہی دلائل کی رو سے سیدنا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت معلوم کی جاسکتی ہے۔ آپ نے بھی خداتعالےٰ کی طرف سے الہام پاکر اعلان فرمایا ماکنت بدعاً من الرسل (حقیقۃ الوحی) یعنے میں کوئی نئی طرز کا رسول و نبی نہیں ہوں۔ جس کی معرفت میں کسی کو دقت ہو۔

لہذا ذیل میں ان معیارات کی رو سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کی جاتی ہے جن کی بناء پر خداتعالےٰ نے قرآن کریم میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سید الاولین و الآخرین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ظاہر فرمائی۔ وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان

صداقت معلوم کرنے کے تین طریق

خداتعالےٰ نے قرآن شریف میں ہر مدعی نبوت و رسالت کی صداقت کے متعلق اصولی طور پر تین طرح سے غور کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اول یہ ہے۔ کہ قبل از دعوے کی اس کی زندگی دیکھی جائے ۔ دوسرے بعد از دعوے اس کے حالات پر نظر کی جائے۔ تیسرے اس کی وفات کے بعد اس کے سلسلہ کی حالت معلوم کی جائے ۔

میرا خیال بلکہ یقین ہے ۔ کہ جس قدر معیار و اصول صداقت قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب کسی نہ کسی تقسیم کے رو سے انہیں تین طرق کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں طرق بلحاظ اپنے مختلف لحاظات و اعتبارات کے کئی قسموں پر منقسم ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔ سو قبل از دعوے کی زندگی کے ضمن میں خداتعالےٰ نے جو معیارات بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ؂

معیار اوّل

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم (الانعام ۲) وہ لوگ ہمارے نبی کو اسی طرح پہچانیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ یعنی جس طرح ان کے بیٹے اپنی پیدائش پر اپنے ساتھ کوئی نوشتہ نہیں لاتے۔ نہ ہی عورتیں بوقت ولادت اپنے خاوندوں سے کہتی ہیں۔ کہ یہ تمہارے بیٹے ہیں۔ بلکہ خاوند اپنی بیوی کی شریفانہ و باعصمت زندگی پر اعتبار کرتے ہوئے پیدا ہونے والے کو اپنا بیٹا سمجھ کر اپنا آرام اور اپنا مال بلکہ بعض تو جان بھی اس پر نثار کر دیتے ہیں۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو چاہیئے۔ اسی طرح ہمارے نبی کی پہلی پاکیزہ زندگی کو اس کے دعوے ماموریت پر زبردست دلیل سمجھیں۔ اور اسے راستباز تسلیم کریں۔ گویا جس طرح بیوی کی باعفت و باحیا زندگی بچے کی صحت نسب کی دلیل ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی کی پہلی پاکیزہ زندگی اس کے دعوےٰ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے ؂

عقلی اقتضاء

عقلی لحاظ سے بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے۔ ہر عقلمند ظرف کے مطابق ظرف تلاش کرتا ہے۔ پس اگر کوئی خدا ہے۔ تو پھر اپنے پاکیزہ کلام اور مقدس تجلی کے لئے بہترین انسان تلاش کرے گا۔ ناممکن ہے۔ کہ فاسق و فاجر اور بدکردار کو اصلاح خلق جیسی عظیم الشان ڈیوٹی سپرد کرے۔ پھر انبیاء کا کام قلوب کو فتح کرنا ہوتا ہے۔ اور قلب انسانی اسی کے تقدس کا قائل ہوگا جسے عام رذائل اور اخلاقی کمزوریوں سے بھی مبرا و منزہ جانتا ہو

پس اس معیار میں خداتعالےٰ انسانوں کے روزمرہ کے حالات بتا کر اپنی دی ہوئی عقل کے اقتضاء کے ماتحت یہ فرماتا ہے۔ کہ اے لوگو جس مدعی کی پہلی زندگی اخلاقی کمزوریوں اور رذائل نفسانیہ مثل جھوٹ غدر۔ فسق و فجور سے بے لوث ہو۔ وہ مدعی ضرور سچا ہوتا ہے۔ اس کی تکذیب نہ کرو۔ بلکہ اس کی تصدیق کرنے میں جلدی کرو۔

تاریخی شہادت

ہرقل بادشاہ نے خداداد عقل کی بناء پر اسی معیار کی رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوے کی تحقیق کی۔ جب ابوسفیان بحالت کفر ارض شام میں گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی سال شاہان روم و فارس کی طرف دعوتی خط بھیجے۔ تو ہرقل بادشاہ نے ابوسفیان سے چند سوالات کئے۔ جن میں سے ایک یہ تھا۔ أکنتم تتھمونہ بالکذب قبل ان یقول ما قال (بخاری شریف) یعنے کیا تم اسے (محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جھوٹ سے متہم کیا کرتے تھے۔ اس کے دعوے سے قبل اور جب ابوسفیان نے لا کہہ کر انکار میں جواب دیا۔ اور صاف صاف کہدیا ہم اس کو اس کی پہلی زندگی میں قطعاً جھوٹ سے ملوث نہیں پاتے تھے۔ تو پھر ہرقل نے کہا عرفت انہ لم یکن لیدع الکذب علی الناس ثم یذھب فیکذب علی اللہ یعنے میں نے سمجھ لیا۔ کہ جب وہ انسانوں کے متعلق جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ خداتعالےٰ پر جھوٹ کس طرح بولنے لگ گیا۔ وہ یقیناً سچا ہے۔

معیار دوم

حضرت صالح کے متعلق خداتعالےٰ ان کی قوم کا یہ قول بیان فرماتا ہے قالوا یا صالح قد کنت فینا مرجواً قبل ھذا (ھود ۶) انہوں نے کہا۔ اے صالح تم تو اس دعوے سے قبل ہماری امیدوں کا مرجع تھے یعنے تمہاری پاکیزہ زندگی تمہارے وجود کے متعلق ہمیں بڑی ترقی اور ناموری کی امیدیں دلاتی تھی ۔ تمہاری حسن سیرت کے معترف اور تمہارے خیالات کی پاکیزگی کے مقر تھے۔ مگر اب تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

اس معیار میں بھی یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہر مدعی صادق دعوے سے قبل ایسی پاکیزہ زندگی گذارتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو دعوے کے بعد اس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کی پہلی زندگی کے اعلےٰ ہونے کے معترف ہوتے ہیں ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقلی اقتضاء

عقل بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ ہر وہ وجود جس نے آئیندہ زندگی میں مرجع خلائق بننا ہو جس نے دنیا میں نیکی اور بھلائی قائم کرنی ہو جس کو لوگوں نے خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے میں نمونہ یقین کرنا ہو۔ اس میں ابتدا سے ہی ایسے اوصاف ہوں۔ کہ اس کی زندگی دوسروں سے بالکل ممتاز نظر آئے۔

تاریخی شہادت

جس قدر بھی اہل کمال آج تک منصۂ دنیا پر ہوئے ہیں۔ خواہ وہ کسی فن میں کمال رکھتے تھے اور کسی قوم و ملک و ملت میں ہوئے ان کی سوانح حیات میں اس امر کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ کہ وہ اپنے دائرہ کمال کے لحاظ سے ابتدائے عمر میں ہی دوسروں سے ممتاز نظر آتے تھے:

مختلف زبانوں کے محاورات

اس عقلی اقتضاء اور تاریخی شہادت کی زبردست تائید ان محاورات سے بھی ہوتی ہے۔ جو ہر زبان ہر ملک ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اردو زبان کا محاورہ ہے۔ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" فارسی زبان میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر ہے۔ ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی ۔ می تافت ستارۂ بلندی

انگریزی زبان میں The child is the father of the man ہے۔

عربی زبان میں ہے۔ النوىٰ اصل الشجرة

پس ہر قوم ہر ملک ہر زبان میں ایسے محاورات کا پایا جانا بتاتا ہے۔ کہ کسی قوم کے لوگ اس معیار کی صحت کا انکار نہیں کر سکتے

معیار سوم

خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل لوشاء الله ما تلوته عليكم ولا ادراكم به فقد لبثت فيكم عمراً من قبله افلا تعقلون (یونس ۲) یعنے اے ہمارے رسول کہدو کہ اگر خدا تعالےٰ چاہتا (کہ میرے سوا کوئی اور رسول اور نبی ہو) تو میں یہ قرآن تم پر نہ پڑھتا اور (اگر تمہارے سوا کسی اور قوم میں نبی ہونا ہوتا۔ تو) وہ خدا تعالےٰ تم کو اس بابرکت چیز کا علم ہی نہ دیتا۔ (پس جب خدا تعالےٰ نے مجھے نبی بنا کر تمہاری طرف بھیجدیا۔ تو پھر انکار نہ کرو میں یقیناً سچا ہوں) کیونکہ میں تم میں قبل ازیں اپنی عمر کا کافی حصہ گزار چکا ہوں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اپنے منکرین پر حجت پوری کرنے اور اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے اپنی گذشتہ پاکیزہ زندگی کو بطور تحدی پیش کریں

تاریخی شہادت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ارشاد کی تعمیل میں ایک دن کوہ صفا پر چڑھے۔ اور اہالیان مکہ کو آواز بلند پکارا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا ارئيتكم لو اخبرتكم ان خيلا بالوادي تريد ان تغير عليكم أكنتم مصدقي قالوا نعم ما جربنا عليك الا صدقا قال فاني نذير لكم بين يدي عذاب شديد (بخاری سورہ شعراء و مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر صلا۴) یعنے اے لوگو! بتاؤ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں۔ کہ اس وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم میری بات مانو گے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کے متعلق سچ کا ہی تجربہ کیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا پھر یاد رکھو۔ میں ایک عذاب شدید سے تمہیں ڈراتا ہوں۔

دوسری تاریخی شہادت

بائبل جو آج کل صرف ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں بھی بعض انبیاء کا اپنی زندگی کے متعلق تحدی کرنا مذکور ہے۔ چنانچہ سموئیل نبی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ انہوں نے لوگوں سے کہا۔ "سو آؤ خداوند کے اور اس کے مسیح کے آگے مجھ پر گواہی دو۔ کہ کسی کا بیل میں نے لیا۔ یا کسی کا گدھا میں نے پکڑ رکھا۔ اور میں نے کسی سے دغابازی کی اور کسی پر میں نے ظلم کیا۔ اور کسی کے ہاتھ سے میں نے رشوت لی۔ تاکہ میں اس سے چشم پوشی کروں۔ اب میں اسے پھیر دینے کو حاضر ہوں۔ وہ بولے تم نے ہم سے دغابازی نہیں کی۔ اور نہ ہم پر ظلم کیا۔ اور نہ تو نے کسی کے ہاتھ سے کچھ لیا۔" (سموئیل ۱ ۱۲/۳-۴)

تیسری تاریخی شہادت

انجیل میں بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے یہودیوں سے تحدی کے رنگ میں فرمایا۔ "تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے" (یوحنا ۸/۴۶)

اس شہادت سے بھی ثابت ہوا۔ کہ نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنی زندگی کے متعلق تحدی کرنے کا حکم ہوا۔ بلکہ آپؐ سے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ اور پہلے انبیاء کرام نے بھی اپنی زندگی کو تحدی کے طور پر پیش کیا۔ اس تاریخی شہادت کی تصدیق و تائید قرآن کریم نے بھی کی ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قال اني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبياً وجعلني مباركاً اينما كنت واوصاني بالصلوٰة والزكوٰة ما دمت حياً وبراً بوالدتي ولم يجعلني جباراً شقيا والسلام علي يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا (مریم ع ۲) اس کلام کو بچپن کا کلام قرار دیا جائے یا بڑی عمر کا بہر حال یہ اپنے اندر اس امر کی وضاحت رکھتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پاکیزہ سیرت اپنے اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ کو اپنی پیدائش مطہرہ کی دلیل قرار دے کر آئندہ کے لئے اپنے متعلق بعض پیشگوئیاں بھی کی۔ ہاں ولادت کو جائز اور صحیح ثابت کرنے کے لئے اعمال و اخلاق و سیرت پاکیزہ کا پیش کرنا اسی وقت مفید ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اعمال و اخلاق و سیرت اپنی پاکیزگی کے لحاظ سے اپنے انتہائی معراج کمال تک پہنچی ہوئی ہو۔ کہ دوست و دشمن اس کا قائل ہو۔ اور تسلیم کرتا ہو۔ کہ واقعی ایسی سیرت بجز خداوندی تائید کے فی زمانہ مشکل ہے:

حاصل کلام

اس معیار میں پہلے دو معیاروں سے ایک بات زیادہ بیان فرمائی گئی ہے۔ معیار اوّل میں یہ ذکر تھا۔ کہ صادق نبی کی پہلی زندگی رذائل نفسانیہ مثل جھوٹ چوری فسق و فجور وغیرہ سے پاک ہوتی ہے۔ جس شخص کی ایسی زندگی مشاہدہ میں آئے۔ پھر وہ دعوےٰ کرے۔ تو اسے صادق مان لینا چاہئے۔ معیار دوم میں اس سے زیادہ بات کا ذکر تھا۔ کہ وہ پاکیزہ زندگی معمولی طور پر لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آتی۔ بلکہ ایسے رنگ میں قدرتی اسباب کے ماتحت اس کا ظہور ہوتا ہے۔ کہ لوگ اس کے کمالات باطنیہ کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے عام اہل دنیا کی نظریں اسی کی طرف اٹھتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض وہ لوگ جو بعد میں مخالف ہو جاتے ہیں۔ اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ ہاں اس کی زندگی واقعی ایسی تھی۔ کہ ہمیں اس شخص سے بڑی توقعات تھیں معیار سوم میں اس سے بھی زیادہ اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ مامور من اللہ ایسے لوگوں پر جو خود بخود ان حقائق کو لنظر لحاظ نہیں کرتے۔ خدا تعالےٰ کے حکم کے مطابق تحدی کے رنگ میں بطور دلیل صداقت اپنی پاکیزہ زندگی پیش کرتا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت

ان تینوں معیاروں کے رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام صادق و راستباز ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی زندگی ان تینوں معیاروں کے مطابق تھی۔ ایسے لوگوں نے جو آپ کے دعویٰ کے بعد آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ آپ کی اعلےٰ زندگی کی شہادت دی۔ آپ کے کمالات کو تسلیم کیا۔ اور پھر مخالفت کے وقت آپ نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق اپنی پاکیزہ زندگی تحدی کے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کی۔ کوئی بدترین دشمن بھی اس تحدی کی تردید نہ کر سکا:

مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بعد میں رئیس المعاندین ثابت ہوئے۔ اور جنہوں نے مخالفت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ جو اپنے معلومات کے متعلق بہت بڑا وثوق رکھتے تھے۔ انہوں نے دنیا کو اپنے وثوق کا بایں الفاظ یقین دلایا۔

"مؤلف براہین احمدیہ (یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ناقل) کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا۔ کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں۔ مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے"

(اشاعت السنہ جلد ۷ عدد ۶ صفحہ ۱۷۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں:

486

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہادت

مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ (براہین احمدیہ تک اور اس کے بعد) اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر ۱۷-۱۸ سال کی تھی۔ میں بشوق زیارت بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان گیا" (تاریخ مرزا صفحہ ۳) یہ دونوں شہادتیں پہلے معیار کی رو سے ایسے لوگوں کی ہیں۔ جنہیں اپنی دشمنی اور مخالفانہ و معاندانہ سپرٹ پر بڑا ناز تھا۔ اور ہے۔ اب ذیل میں انہی دونوں کی وہ شہادتیں جو معیار دوم کے متعلق ہیں۔ درج کرتا ہوں۔

مولوی محمد حسین صاحب کی دوسری شہادت

براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے انہوں نے لکھا:۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی (لینے حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ناقل) اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے۔ تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتا دے۔ جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس قدر زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو۔ کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹)

پھر اسی ریویو میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۹)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی دوسری شہادت

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "مرزا صاحب کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک قبل دعوےٰ مسیحیت دوسرا بعد دعوےٰ مسیحیت ان دونوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ پہلے حصہ میں مرزا صاحب صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں۔ دوسرے حصے میں اس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود و مہدی مسعود کرشن گوپال نبی اور رسول ہونے کا بھی ادعا کرتے ہیں۔ پہلے حصے میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید پر ہیں۔" (تاریخ مرزا صفحہ ۲)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳ پر براہین اور اس کے اشتہارات کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ "چونکہ مرزا صاحب ملک میں بحیثیت ایک نامور مصنف مناظر بلکہ باکمال عارف باللہ صوفی ملہم کی صورت میں پیش ہوئے تھے"۔

موہبت الٰہی

اس نامور مصنف مناظر اور باکمال عارف باللہ کے متعلق انہی دونوں اشد مخالفین کی شہادات سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی طرف سے موہبت کے طور پر تھے۔ نہ کہ کسب و کمال کے طور پر چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں۔

"مؤلف براہین بلا تربیت و صحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پا کر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہیں۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۹)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں۔ "ثابت نہیں۔ کہ کسی مشہور درسگاہ میں آپ نے تحصیل علم کی ہو۔" (تاریخ مرزا صفحہ ۳)

ان حوالجات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی دعوےٰ سے قبل کی زندگی ان کے شدید ترین دشمنوں کی شہادات کی رو سے معیار اول و دوم کے بالکل مطابق تھی۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپؑ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور اپنے تمام دعاوی میں صادق و راستباز تھے فطوبیٰ لمن اٰمن بہٖ و خسران مبین لمن کفر بہٖ

حضرت مسیح موعودؑ کی تحدیاں

اب معیار سوم کے رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحدیاں پیش کی جاتی ہیں۔

فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ میں اس شکر کے ادا کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تائید میں اپنی وحی کے ذریعہ سے کفار کو ملزم کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ میرا نبی اس اعلےٰ درجہ کا نیک چال چلن رکھتا ہے۔ کہ تمہیں طاقت نہیں۔ کہ اس کی گذشتہ چالیس برس کی زندگی میں کوئی عیب اور نقص نکال سکو۔ باوجود اس کے کہ وہ چالیس برس تک دن رات تمہارے درمیان ہی رہا۔ ...... اسی طرح سے خدا تعالیٰ نے میرے مخالفین اور مکذبین کو ملزم کیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۲ میں میری نسبت یہ الہام ہے۔ جس کے شائع کرنے پر بیس برس گذر گئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہٖ افلا تعقلون یعنے ان مخالفین کو کہہ دے۔ کہ میں چالیس برس تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں۔ اور اس مدت دراز تک تم مجھے دیکھتے رہے ہو۔ کہ میرا کام افتراء اور دروغ نہیں ہے۔ اور خدا نے ناپاکی کی زندگی سے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ تو پھر جو شخص اس قدر مدت دراز تک یعنی چالیس برس تک ہر ایک افتراء اور شرارت اور مکر اور خباثت سے محفوظ رہا۔ اور کبھی اس نے خلقت پر جھوٹ نہ بولا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ برخلاف اپنی عادت قدیم کے اب وہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے لگا۔ اس جگہ یاد رہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی جس نے ملک میں فتویٰ تکفیر برپا کیا ... یہ شخص میری ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب بھی رہا ہے ..... غرض شیخ محمد حسین کو خوب معلوم ہے۔ کہ میں اس چھوٹی عمر میں ہی کس طرز کا آدمی تھا۔" تریاق القلوب صفحہ ۶۴ طبع اول مطبوعہ ۱۸۹۹ء۔

(۲) جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ظالم مخالفین کو ملزم کرنے کے لئے مجھے یہ حجت عطا کی۔ کہ اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے یہ سمجھایا۔ کہ ان سے پوچھ میری چالیس برس کی زندگی میں (جو اس سے پہلے تم میں ہی میں نے بسر کی۔ کونسا نقص یا عیب میرا تم نے پایا۔ اور کونسا افتراء اور جھوٹ میرا ثابت ہوا۔" (تریاق القلوب طبع اول صفحہ ۶۹)

(۳) محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا۔

"اگر آپ طالب حق بنکر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں۔ تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جل شانہ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہو گیا۔ اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔ اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی۔ اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس گاؤں میں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے۔ مگر کون ثابت کر سکتا ہے۔ کہ کبھی میرے مونہہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتداء سے متروک رکھا۔ اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا۔ تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۱ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

(۴) انہی مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"شیخ صاحب جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو۔ اول تو وہ جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل کسی فسق اور کفر کا الزام نہیں لگاتا۔ اور اگر لگا دے۔ تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے۔ کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے۔ پس اگر آپ ان دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں۔ تو آپ کو اس خداوند قادر ذوالجلال کی قسم ہے۔ جس کی قسم دینے پر حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ کہ آپ حسب خیال اپنے یہ دونوں قسم کا خبث اس عاجز میں ثابت کر کے دکھلا دیں۔ یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اول یہ کہ میں مخالف دین اسلام اور کافر ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ میرا شیوہ جھوٹ بولنا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۹۲ و ص۲۹۱)

(۵) "قریباً ۱۸۸۲ء میں اللہ تعالےٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا۔ کہ و لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہٖ افلا تعقلون۔ اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکے گا۔ چنانچہ اس وقت تک جو ہماری عمر قریباً ۶۵ سال ہے۔ کوئی شخص دور یا نزدیک رہنے والا ہماری گذشتہ سوانح پر کسی قسم کا داغ ثابت نہیں کر سکتا۔" (نزول المسیح ص۲۱۲)

(۶) تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقوےٰ پر قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۳ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

ان حوالجات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت زبردست تحدی سے نہ صرف عام مخالفوں کو بلکہ ان لوگوں کو بھی جو اپنی زندگی کا مقصد اولین آپ کی مخالفت کرنا سمجھتے تھے۔ چیلنج پر چیلنج دیا۔ مگر آج تک نہ ان خاص معاند اور سرغنہ لوگوں کو جرأت و ہمت ہوئی۔ اور نہ عام لوگوں کو کہ حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحدی کو توڑ سکیں۔

فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

معیار چہارم

خدا تعالےٰ فرماتا ہے "ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان" (شوریٰ ع ۵) یعنے اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نہیں جانتے تھے۔ کہ وہ کتاب اور علم الٰہی (جو اب آپ کو دیا گیا) یا وہ تفاصیل ایمانیہ (جن کی طرف اب آپ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں) کیا ہوتی ہیں۔ دوسری جگہ قرآن کریم کے علمی معجزہ ہونے کے متعلق فرمایا۔ و ما کنت تتلوا من قبلہٖ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذاً لارتاب المبطلون (عنکبوت ۵) یعنے اے ہمارے حبیب آپ قبل ازیں کوئی کتاب نہ پڑھا کرتے تھے۔ اور نہ کسی علم کے ماہر تھے۔ کہ کتابیں تصنیف کرتے۔ ورنہ باطل پرست لوگ خواہ مخواہ شک کرنے لگ جاتے۔ کہ پہلے ہی علوم سماویہ اور کتب متداولہ میں ماہر تھے۔ تبھی تو ایسی بے نظیر کتاب از خود بنائی ہے۔

احادیث میں آتا ہے۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر بہٖ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب اللباس) یعنے آنحضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم باوجود مستقل اور شارع نبی ہونے کے پھر بھی ان باتوں میں اہل کتاب کی پیروی و موافقت فرماتے تھے۔ جن کے متعلق آپ کو صریح حکم نہ ہوتا تھا۔ مثلاً عاشورا کے دن روزہ رکھنا۔ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے بیت المقدس کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنا بیت اللہ کی طرف مونہہ کرنیکے حکم سے پہلے پہلے اپنے بالوں کو ویسے ہی بناتے تھے۔ جیسے یہودی بناتے تھے۔ پھر مانگ نکالنا شروع کی۔ وغیرہ ذالک

آیات قرآنی اور حدیث سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی اپنی پہلی زندگی میں بوجہ اپنی بے نفسی کمال سادگی اور بوجہ عدم واقفیت تامہ بعض ایسی باتوں کا قائل و عامل ہوتا ہے۔ جن کی بعد میں خدا کا صریح حکم آنے کی وجہ سے تردید کرتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ تا معمولی تدبر سے معلوم ہو جائے۔ کہ اس مدعی نبوت کا دعوےٰ خود ساختہ نہیں۔ اور نہ منصوبہ بازی سے ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو شروع ہی سے ایسی ہوشیاری و دانائی سے چلتا کہ بعد میں بعض باتوں کو نہ چھوڑنا پڑتا۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غار حرا میں یہ واقعہ گذرا۔ کہ فرشتہ نے تین بار اقرأ اقرأ کہہ کر اور اپنے سینے سے بھینچ کر احکام الٰہی کی تبلیغ کی فرضیت اور ذمہ داری بتائی۔ مگر حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر آکر "لقد خشیت علیٰ نفسی" کہا۔ (بخاری) یعنے میں ڈرا۔ مبادا میرے نفس کا ہی یہ دھوکا نہ ہو اور اس طرح اپنی پاک باطنی اور بے حد احتیاط کا اظہار فرمایا۔ اس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے آپ کی گذشتہ زندگی کے اعلےٰ تمدنی و اخلاقی و روحانی کارنامے بیان کرتے ہوئے کہا۔ "انک لتصل الرحم و تصدق الحدیث و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علیٰ نوائب الحق" (مشکوٰۃ ص۵۲۲) تب آپ کو تسلی ہوئی۔

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کرام اپنے دعوےٰ کے متعلق بڑی احتیاط کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ نادانوں اور کم فہم لوگوں کے نزدیک وہ احتیاط محل اعتراض ہو جاتی ہے

صداقت مسیح موعودؑ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زندگی بھی معیار کے عین مطابق ہے۔ آپ نے عام مسلمانوں کے رواجی خیالات کے مطابق براہین احمدیہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا تذکرہ کر دیا۔ اور جب خدا تعالےٰ نے بالتصریح و بالتفصیل اس عقیدہ کی غلطی ظاہر فرمائی۔ اور قرآن پاک سے بیسیوں دلائل کی آگاہی فرمائی۔ تو آپ نے اس خیال کی تردید کر دی۔

جو مسلمان کہلانے والے لوگ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام پر براہین احمدیہ کی تحریر کی بنا پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ مجھے ان پر ہمیشہ تعجب آیا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اس اعتراض کی وجہ سے یہودیوں سے بدتر ثابت کرنا کس طرح پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے کامل شارع نبی نے یہودیوں جیسی گمراہ و تباہ حال قوم کے خیالات کی مطابقت میں بیت المقدس کو قبلہ بنا لیا نماز جیسی اعلےٰ و افضل عبادت کیلئے اور آپ کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ تو حضرت اقدس مرزا صاحب نے تو آخر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے والوں کی ہی مطابقت کی۔ اس سے آپ پر کیونکر اعتراض ہوا؟ مسلمانوں بالخصوص علماء اہل اسلام کے اس اعتراض سے یہ ثابت ہوا۔ کہ وہ یہودیوں کو تو یہ درجہ دیتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے خیال کی پیروی کر لیں۔ مگر اپنے آپ کو یہ درجہ نہیں دیتے۔ کہ ان کے خیالات کی ایک امتی نبی قبل از دعوےٰ نبوت اتباع کرے۔ بئسما یامرھم بہٖ ایمانھم

(خاکسار غلام احمد مجاہد حنفی اللہ)

شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور میں

جماعت احمدیہ کے مخلص اور قابل نوجوان جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ جنہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی سرکردگی میں مسلمانان کشمیر کی نہایت اعلےٰ قانونی خدمات سرانجام دیں۔ اور جو اپنے پیشہ میں بسرعت شہرت حاصل کر رہے ہیں۔ اب لاہور پریکٹس کریں گے۔ ہائی کورٹ کے قریب جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر کے دفتر کے ساتھ آپ کی کوٹھی ہے۔ ضرورت مند اصحاب کو آپ کی قابلیت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

برق احمدیت کے حجم میں اضافہ

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ برق احمدیت کا حجم تقریباً دو سو صفحے ہو گا۔ اور قیمت ۸؍ مگر چونکہ اب حجم اڑھائی سو صفحہ کے قریب ہو گیا ہے۔ اس لئے قیمت بھی اسی نسبت سے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۱۰؍ تجویز کی گئی ہے۔ امید ہے۔ دوست اس ارزاں اور مفید کتاب کی اشاعت میں کافی حصہ لیں گے

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

یہ اشیاء کس کی ہیں؟

۱۹۳۱ء کے جلسہ سالانہ کے بعد ایک زیور اور ۱۹۳۲ء کے جلسہ کے بعد کچھ نقدی مع ایک ریلوے واپسی ٹکٹ کے میرے چھوٹے لڑکے کو محلہ دار الفضل سے ملی تھی جسکا اعلان بھی کیا جا چکا ہے۔ اب بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ جس دوست کی یہ اشیاء ہوں۔ وہ نشانی بتا کر مجھ سے لے سکتے ہیں۔ خواہ وہ جلسہ سالانہ پر مجھ سے گفتگو کر لیں [illegible] (خاکسار [illegible] بخش [illegible] دار الفضل قادیان)

9 487

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افغانستان کی خونی داستان ماضی

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانیست کبیر

(۲)

کابل میں پہلا احمدی شہید

امیر عبدالرحمٰن خاں کے آخری زمانہ میں جماعت احمدیہ کا ایک متقی اور روشن دل شخص مسمی عبدالرحمٰن کابل میں اس لئے قتل کر دیا گیا۔ کہ اس نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود تسلیم کیا تھا۔ اور وہ اپنے مرشد برحق کی پیروی میں اس جہاد کا منکر تھا۔ جو افغانستان یا عام مسلمانوں کے خیال میں ایک کار ثواب ہے۔ اور جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جبر اور زور کے ذریعہ دوسرے لوگوں کا مذہب تبدیل کرایا جائے۔ اور اگر وہ اپنا مذہب نہ چھوڑیں۔ تو انہیں بے دریغ قتل کر دیا جائے۔ بلکہ وہ ایک ایسے امام اور مہدی کا قائل تھا۔ جو تلوار سے نہیں۔ بلکہ دلائل قاطعہ کی رو سے اسلام کی برتری اور فضیلت دوسرے مذاہب پر ظاہر کرنے والا تھا۔ علمائے افغانستان صلح و آشتی کی تعلیم کو کہاں تسلیم کر سکتے تھے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن کے بارے میں مرتد ہونے کا فتویٰ دیدیا اور مرتد کی سزا قتل قرار دے کر حالانکہ یہ بھی اسلام کے صریح خلاف بات تھی۔ امیر عبدالرحمٰن خان نے اسے عملی جامہ پہنایا عبدالرحمٰن شہید کا قتل کابل میں احمدی شہداء کی لڑی کی پہلی کڑی تھی۔

سید عبداللطیف صاحب شہید

۱۹۰۱ء میں امیر عبدالرحمٰن خاں فوت ہوا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا حبیب اللہ خاں امیر بنا۔ جس کی دستار بندی کی رسم ایک نہایت معزز اور تقویٰ و طہارت میں مشہور انسان سید عبداللطیف صاحب کے دست مبارک سے وقوع میں آئی۔ یہ اپنی دینداری اور پرہیزگاری۔ نیز خاندانی عظمت کی وجہ سے تمام علماء افغانستان میں چوٹی کے عالم تھے۔ امیر حبیب اللہ خاں سید صاحب موصوف کی ازحد عزت اور احترام کرتا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں انہوں نے حج پر جانے کی امیر سے اجازت چاہی۔ جو بڑی خوشی سے دے دی گئی۔ اور زاد راہ کے لئے بھی کچھ دیا گیا۔ سید صاحب موصوف ابھی خوست علاقہ کابل ہی میں تھے۔ کہ ان کو بعض ذرائع سے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ پنجاب میں ایک شخص نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کچھ کتابیں انہوں نے مہیا کر لی تھیں۔ جن کے مطالعہ سے انکو یقین ہو گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی کا عقیدہ ایک باطل عقیدہ ہے۔ نیز یہ کہ آنے والا مسیح اسی امت محمدیہ میں سے ہو گا۔ جب وہ حدود پنجاب میں داخل ہوئے۔ تو سیدھے قادیان میں تشریف لائے۔ اور حج کا ارادہ ملتوی کر کے یہیں کچھ عرصہ قیام کیا۔ اور روحانیت میں بہت ہی زیادہ ترقی کر گئے

سید صاحب پر تشدد

یہ ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کہ صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب خوست علاقہ کابل کے رئیس اعظم تھے۔ لاکھوں روپے کی جائداد ان کی افغانستان میں تھی۔ نیز انگریزی علاقے میں بھی ان کی زمینیں تھیں۔ آپ کو اخوندزادہ اور شہزادہ کا خطاب بھی حکومت کابل کی طرف سے حاصل تھا۔ امیر حبیب اللہ خاں کی دستار بندی کی رسم بھی انہی کے مقدس ہاتھوں سے ادا ہوئی تھی۔ وہ کچھ عرصہ قادیان میں ٹھیر کر اپنے وطن خوست کی طرف واپس چلے گئے۔ اور چونکہ حج کا وقت گذر گیا تھا۔ اس لئے کوہاٹ میں ٹھیر کر انہوں نے مناسب سمجھا۔ کہ امیر صاحب سے واپس آنے کی اجازت لیں۔ کیونکہ افغانستان سے وہ حج کے ارادے کی نیت سے روانہ ہوئے تھے۔ ان کو واپس آنے کی اجازت تو مل گئی۔ مگر حدود افغانستان میں داخل ہوتے ہی وہ پولیس کی نگرانی میں کابل پہنچے۔ امیر صاحب کے مصاحبوں نے سید صاحب کے خلاف سارا زور صرف کر دیا۔ آخر امیر کے حکم سے ان کو بھاری بیڑیوں میں جکڑ دیا گیا۔ اور انہیں اپنے عقیدے سے لوٹانے کی ازحد کوشش کی گئی۔ مگر انہوں نے اپنے اعتقاد میں پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوطی دکھائی۔ اور ذرا بھی لغزش ان سے ظاہر نہیں ہوئی۔

سید صاحب کی شہادت

آخر ان کا معاملہ علماء کے سپرد ہوا۔ علماء سے سوائے کفر کے فتوے کے اور کیا امید ہو سکتی تھی۔ دلائل سے عاجز آ کر انہوں نے اسی حربے سے کام لیا۔ سید صاحب موصوف کو مرتد قرار دیا گیا۔ اور سنگساری کی سزا دی گئی۔ امیر حبیب اللہ خاں اور اس کے بھائی سردار نصر اللہ خاں نے سزا دیے [illegible] کیا۔ سید صاحب موصوف کو کمر تک گڑھا کھود کے اس میں کھڑا کر دیا گیا۔ اور سب سے پہلا پتھر [illegible] نے اپنے ہاتھ سے مارا۔ پھر حبیب اللہ خاں نصر اللہ خاں اور دیگر لوگوں نے پتھر مارنے شروع کئے۔ اور آخر پتھروں کے بہت بڑے ڈھیر میں اس گوہر بے بہا کو پوشیدہ کر دیا گیا یہ قتل افغانستان کی تاریخ میں اپنی نوع کا پہلا قتل تھا۔ دراصل امیر حبیب اللہ نے سید صاحب کو شہید نہیں کرایا تھا۔ بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی جڑوں پر تبر رکھ دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود نے کیا لکھا

سید صاحب کے شہید ہونے کی خبر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی۔ تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔ اور جہاں آپ نے سید صاحب شہید کے نہایت درجہ کے صدق و اخلاص کا ذکر کیا۔ وہاں حکومت کابل پر بھی واضح کر دیا۔ کہ اس نے اپنی تباہی کا سامان خود مہیا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا

"صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگے۔ اور کابل کی زمین دیکھ لے گی۔ کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا۔ اور خدا چپ رہا۔ مگر اس خون پر وہ اب چپ نہیں رہے گا۔ اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے۔

. . . .

یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانے میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ۔ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بد قسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی۔ کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین)

عبرتناک داستان

یہ نوشتہ جس طرح پورا ہوا۔ وہ نہایت ہی عبرتناک داستان ہے۔ جس کا کسی قدر ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

امیر حبیب اللہ خاں جو ۱۹۰۱ء میں افغانستان کا امیر بنا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں سمت مشرقی یعنی جلال آباد میں دورے پر آیا ہوا تھا۔ اور اپنے کیمپ میں سو رہا تھا۔ جہاں اس کے اپنے ہی آدمی اور رشتہ دار تھے۔ کہ کسی نے اس کے کان میں پستول مارا گولی دوسرے کان سے نکل گئی۔ اور وہ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ۔ کہ "اے نادان امیر تو نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص (یعنی مولوی عبداللطیف مرحوم) کو قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا"۔ ۱۹۱۹ء میں حرف بحرف پورے ہو گئے۔

امان اللہ خاں کی بدبختی

حبیب اللہ خاں کے قتل کے بعد اس کا بیٹا امان اللہ خان حکمران بنا اور [illegible] نصر اللہ خاں کہ اس نے سید صاحب شہید کو سنگسار کرانے اور پتھر مارنے میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ پھر چند ہی روز بعد اسے اس طرح واصل جہنم کر دیا گیا۔ کہ کسی کو اس کے مرنے کی خبر تک نہ ہوئی۔ امان اللہ خاں دس سال تک افغانستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا حکمران رہا۔ اس نے بھی اپنی اور اپنے خاندان کی بدبختی میں اضافہ کرلیا۔ اپنے حکم سے چار اور احمدیوں کو سنگسار کرادیا۔ اور کابل کی زمین پھر ایک دفعہ شہیدوں کے بے گناہ خون سے لالہ زار بن گئی۔

امان اللہ خان نے یورپ کا سفر اختیار کیا۔ جہاں جہاں وہ گیا۔ اس کی خوب آؤ بھگت کی گئی۔ اور اس کی وہ عزت کی گئی۔ جو دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہ کی ہوتی ہے۔ حالانکہ افغانستان کا حکمران دنیا کے بادشاہوں میں چوتھے درجے پر شمار کیا جاتا ہے۔ امان اللہ خان کی اس غیر معمولی عزت افزائی میں بھی خاص حکمت تھی۔ اور وہ یہ کہ اسے پوری طرح شہرت دے کر ساری دنیا کے لئے نمونہ عبرت بنایا جائے۔ اور قعر مذلت میں گرایا جائے۔ چنانچہ جب امان اللہ خاں واپس آیا تو ایک گمنام غیر معروف اور ڈاکو کے ہاتھ سے تخت سے اتارا گیا۔ بچہ سقہ ایک ڈاکو تھا جو چند آدمیوں کے ہمراہ کابل کی طرف بڑھا۔ اور امان اللہ اپنی سلطنت کے سارے ساز و سامان کے باوجود اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگیا۔ نہ فوجیں اس کی امداد کرسکیں اور نہ خزانے اس کے کام آئے۔ بلکہ وہ سر پر پاؤں رکھ کر سراسیمگی کی حالت میں قندھار کی طرف بھاگ گیا۔ اور بچہ سقہ کابل کے تخت پر متمکن ہوگیا۔ امان اللہ نے دوبارہ تخت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ اور قندھار سے بھاگ کر کوئٹہ میں انگریزوں کی پناہ میں چلا آیا۔ بچہ سقہ نے سلطنت کے تمام محکموں پر قبضہ کرلیا۔ اور وہ تباہی مچائی۔ کہ خدا کی پناہ امان اللہ کے خاندان کی خواتین اور مرد جنہیں وہ دشمن کے منہ میں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ ان کو نہایت ہی ذلت آمیز حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ امان اللہ خاں بھاگ کر یورپ میں چلا گیا۔ اس طرح شہیدوں کے خون نے پھر ایک دفعہ اپنا رنگ دکھایا۔ اور امان اللہ کو وہ ذلت نصیب ہوئی۔ جو نہایت ہی عبرتناک ہے۔ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ ایک ذلیل شخص اس کے تخت پر بیٹھ کر حکومت کررہا ہے۔ اس کے خاندان کو ذلیل و رسوا کر رہا ہے۔ مگر وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ امان اللہ خاں اگر قتل ہوجاتا۔ تو اس کا قصہ پاک ہوجاتا۔ مگر انتہائی عروج دیکھنے کے بعد وہ اپنی انتہائی ذلت کو ہر روز مشاہدہ کرتا اور کچھ نہ کرسکتا۔

ایک اور انقلاب

اس کے بعد ایک اور انقلاب آیا۔ نو مہینے کے بعد بچہ سقہ کو جرنیل نادر خاں نے شکست فاش دی۔ اور ملک نے اسے بادشاہ بنا لیا۔ جرنیل نادر خاں نے اس وقت جب امان اللہ نے انگریزوں سے آزادی افغانستان کے لئے جنگ کی۔ انگریزی علاقے میں کئی اہم مقامات پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور حکومت افغانستان کو بڑی تقویت پہنچائی۔ لیکن جنگ کے اختتام کے بعد امان اللہ اور نادر خاں میں ناچاقی ہوگئی۔ اور جرنیل نادر خاں سلطنت کے معاملات سے علیحدہ ہوکر فرانس میں چلا گیا۔ لیکن جب بچہ سقہ نے تخت کابل پر قبضہ کرکے چیدہ چیدہ افغانوں کو قتل کرنا اور ملک کو تباہ کرنا شروع کیا۔ تو نادر خاں اس حالت کو نہ دیکھ سکا۔ وہ سخت نقاہت اور بیماری کی حالت میں فرانس سے روانہ ہوا۔ تاکہ اپنے ملک کو ایک ڈاکو کے پنجے سے رہائی دلائے۔ مگر بے سروسامانی کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک بھی سپاہی اس کے ساتھ نہ تھا۔ چونکہ وہ خدا جو زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔ اور تمام دنیاوی سامانوں کا پیدا کرنے والا ہے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ خبر دی تھی۔ کہ نادر خاں نادر شاہ بن جائے گا۔ اس لئے نادر خاں نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود ایک عظیم الشان مہم سر کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ اور خدا تعالیٰ نے نادر خاں کے لئے ہر قسم کے سامان پیدا کردیئے۔ افغانستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی سپاہی بھی میسر آگئے۔ روپیہ بھی مل گیا۔ بچہ سقہ کو شکستیں ہونے لگیں۔ اور آخرکار وہ کابل کو چھوڑ کر شمال کی طرف بھاگ گیا۔ مگر جلد ہی گرفتار کرکے قتل کردیا گیا۔ اب نادر خاں نادر شاہ کے لقب سے ملقب ہوکر تخت کابل پر بیٹھا۔ اور خدا تعالیٰ کا وہ کلام پورا ہوا۔ جو اس نے اپنے بندے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئی سال پہلے نازل کیا تھا۔

نادر شاہ کا قتل

نادر شاہ نے چار سال کے مختصر زمانے میں بہت سی اصلاحات جاری کیں۔ اور ایسی عمدگی سے اس کام کو سرانجام دیا۔ کہ عام لوگ اس کے اصلاحی پروگرام کے مؤید بن گئے۔ لیکن آہ بدقسمت کابل کی زمین! جو خدا کی نظروں سے گر چکی ہے۔ اس کی قسمت میں کہاں۔ کہ وہ اچھے دن دیکھ سکے۔ جب تک کہ اپنے گناہوں کا کفارہ نہ ادا کرلے۔ وہ نادر شاہ ایسے قابل اور نہایت ہی مدبر حکمران سے محروم کردی گئی۔ چنانچہ ۹ نومبر ۱۹۳۳ء کو ایک نوجوان نے نادر شاہ کو گولی کا نشانہ بنایا۔ اور اس طرح کابل کی سرزمین نے پھر ایک انقلاب دیکھا۔ اب نادر شاہ کی جگہ اس کا بیٹا ظاہر شاہ تخت پر بیٹھا ہے۔ نوجوان بادشاہ کے لئے ہماری دلی دعا ہے کہ [illegible] اپنے باپ کے نیک کاموں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ نیز کابل کی سرزمین سے بے گناہوں کے خون کے دھبوں کو دور کرنے کی ہمت بخشے۔ (خاکسار [illegible])

جلسہ کے موقعہ پر کارڈ لفافوں کیلئے سہولت

اب کے جلسہ پر کتاب گھر نے دوستوں کے آرام کی خاطر ڈاک خانہ کے کارڈ لفافے مہیا رکھنے کا انتظام کیا ہے۔ اس لئے بوقت ضرورت احباب بوقت کتاب گھر سے کارڈ لفافے اور ٹکٹ خرید لیں

اخبارات سلسلہ کی اشاعت بڑھائی جائے

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے سلسلہ کے آرگن **الفضل** ہفتہ میں تین بار کی اشاعت بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ کوئی لکھا پڑھا مستطیع احمدی ایسا نہیں رہنا چاہیئے۔ جو الفضل کا خریدار نہ ہو۔ الفضل بمنزلہ غذا روح کے ہے۔ قیمت سالانہ دس روپے

دوم خواتین کے لئے **مصباح** پندرہ روزہ ہے۔ خواتین جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کی اشاعت کم از کم ایک ہزار تک پہنچا دیں۔ اور وہ اپنے جلسہ میں اس کے متعلق مناسب تدابیر عمل میں لائیں۔ تاکوئی گھر مصباح سے خالی نہ رہے۔ قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے۔

سوم **ریویو آف ریلیجنز اردو** ماہوار ہے۔ جس کی نسبت اتنا یاد دلانا ہی کافی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی۔ کہ اس کی اشاعت کم از کم دس ہزار ہو۔ چہ جائیکہ اس کی اشاعت اتنی قلیل ہو۔ جو اپنے اخراجات بھی نہ چلا سکے اور اس کے فنڈ پر تین ہزار روپے قرض ہو۔

پس ہر بائع کو چاہیئے۔ کہ وہ اس رسالہ ماہواری کا خریدار ہو۔ جس میں علمی مضامین اضافہ دینی معلومات اور مناظرات کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔ قیمت سالانہ تین روپے طلباء کے لئے دو روپے آٹھ آنے۔

نوٹ:۔ خریداران اپنا اپنا بقایا اور پیشگی چندہ دفتر طبع و اشاعت میں داخل فرما کر رسید حاصل کریں۔ دفتر بعد نماز فجر اور رات ۹ بجے تک کھلا رہا کرے گا۔

(مہتمم طبع و اشاعت قادیان)

سالانہ جلسہ کی خوشی میں ۲۵ دسمبر تا یکم جنوری ۱۹۳۴ء تک

نوٹ کیجئے۔ آپ کے موقعہ کی

ایک روپیہ کی چیز چار آنہ میں

سکھ اور مسلمان۔ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ سکھ مسلم اتحاد۔ گائے اور سکھ دھرم۔ گوردوارہ کی بانی۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ آریہ مذہب کی حقیقت۔ حملہ قیمت صرف ۔ مگر ان آٹھ کتب کا سٹ خریدنے والے کو صرف تینوں مجموعی قیمت صرف

ایک روپیہ چار آنے

علاوہ محصولڈاک

سالانہ جلسہ پر دستی خریدنے والوں کو محصولڈاک کی بچت رہے گی۔

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصیر بک ایجنسی قادیان کی کتابوں

رعایت سے فائدہ اٹھاؤ

نئی کتابیں

اسلام کی پہلی کتاب :- میں نے اسلام کی پہلی کتاب جس کو مولوی محمد عنایت اللہ صاحب کتب فروش قادیان نے شائع کیا ہے پڑھا ہے۔ یہ کتاب چھوٹی تقطیع پر چھپی ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ مضامین بھی اچھے ہیں۔ میرے خیال میں یہ رسالہ بچوں کے لئے بہت مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور اس رسالہ کو قبولیت بخشے۔ آمین۔

خاکسار (حضرت مولانا) شیر علی عفی عنہ

مولوی محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان نے بچوں کے لئے جو اسلام کی پہلی کتاب شائع کی ہے۔ اس کی ترتیب اور معلومات اور سلاست عبارت قابل تعریف ہے۔ تمام اسلامی مدارس میں اس کا اجراء بہت مفید ہوگا۔ بلکہ نومسلموں کے واسطے بھی یہی کتاب بابرکت ثابت ہوگی۔ (حضرت مفتی) محمد صادق عفی عنہ

اسلام کی پہلی و دوسری کتاب :- آج کے بچے کل کے باپ ہونگے۔ اس لئے بچوں کی تعلیم و تربیت میں آئندہ نسل کی ترقی و بہبودی کا راز ایک مسلمہ امر ہے۔ اسلامی عقائد و اعمال سے آگاہ کرنے کے لئے مولوی محمد عنایت اللہ صاحب احمدی تاجر کتب نے ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ اسلام کی پہلی کتاب شائع ہو چکی ہے۔ جس میں اسلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ۔ فرشتے۔ الہامی کتابیں۔ خدا کے نبی۔ قیامت کا دن۔ حضرت محمد رسول اللہ۔ حضرت مسیح موعودؑ۔ قرآن شریف وضروری باتوں کا بیان ہے۔ اب اسلام کی دوسری کتاب تیار ہوئی ہے۔ جس میں نماز کے مسائل بہ تفصیل درج ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ و حضرت مسیح موعودؑ اور دونوں کے خلفاء اول کے سوانح عمری درج ہیں۔ دونوں کا مسودہ مجھے بھی دکھایا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کی ہمت میں برکت دے اور یہ سلسلہ تکمیل کو پہنچے۔ چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل ایک مستعد نوجوان ہیں۔ امید ہے یہ سلسلہ کتب نصیر بک ایجنسی کی معرفت جاری رکھیں گے۔ (خاکسار اکمل عفی عنہ)

تقریظ :- اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ مفیدہ اسلام کی کتابیں مولوی محمد عنایت اللہ صاحب مالک ایجنسی نصیر بک نے شروع کیا ہے۔ اس کی پہلی کتاب میں نے دیکھی ہے۔ بچوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ دوسری کتاب ابھی پریس میں جا رہی ہے۔ میں نے بالاستیعاب سنا اور دیکھا ہے۔ اور بعض مقامات پر تصحیح اور اصلاح بھی کی ہے۔ میری ناقص رائے میں بچوں کے لئے نہایت مفید ذخیرہ معلومات ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ خاکسار:- حافظ غلام محمد بی۔ اے (سابق مبلغ ماریشس و ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز سکول و حال انچارج دینیات و عربی ٹی۔ آئی ہائی سکول قادیان)

میں نے بھی اسلام کی پہلی کتاب پڑھی ہے۔ مجھے بھی صوفی صاحب کی رائے سے اتفاق ہے۔ (عبدالرحمٰن مصری)

اس کے علاوہ مفصلہ ذیل احباب کے ریویو اصل کتاب پر درج ہیں

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ناظر تعلیم و تربیت

(۲) جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو انگریزی

(۳) جناب خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل

(۴) جناب مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول

(۵) جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ﷲ ار- پنجابی نظم دوبارہ لوگوں کے اصرار پر چھاپی گئی ہے جگ وچ دھماں پیاں سچا تیریاں سو پیسہ پوہٹی دین دہائی ہے :- تینوں اجے وی جاگ نہ آئی اے۔ مصنفہ گیانی شیر سنگھ احمدی دو پیسے

وہ کتابیں جن کی قیمت دو تہائی لی جائیگی

نیزہ احمدی ۳ر — دربار مہدی ۳ر

جنڈری ار — حق آوازہ ـ ر

اسلامی شادی ۳ر — شہادت مولوی نعمت اللہ خاں ۲ر

اقبال مہدی ـ ر — کفر توڑ ۲ر

مرزا صاحب مہدی ۳ر — روحانی چرخہ ـ ر

گور بچن ـ ر — گھڑیال احمدی ـ ر

شدھی ـ ر — منارۃ المسیح ـ ر

سہاگ نامہ ار — جھوک مہدی والی ار

کاسن احمدی راجیکے ار — شہادت نامہ منشی جھنڈے والا ـ ر

کھچی احمدی مکمل ۳ر — تحفہ قادیان ـ ر

ان کتابوں کی نصف قیمت لی جائیگی

گلدستہ احمدی ار — مثنوی ثاقب ار

فراق قادیان ار — مٹھڑے بول ار

سی حرفیاں بارہ ماہ اشرف ار — سہاگ نامہ چھوٹا ار

گلدستہ مہدی ار — انوار احمدی ار

عاقبۃ المکذبین ۲ر — وفات نامہ حافظ صاحب ار

تلوار مہدی ار — مہدی آگیا ار

برکات مہدی ار — سرمہ احمدی ار

مبارکباد عبدالسلام ار — گلزار نبوت ۲ر

احمدی حربہ ار — پہچان مہدی ار

صدقے جاواں ار — احمدی نماز مترجم پسندیدہ حضرت خلیفہ اول

موتی بازار ۸ر — الو دھوتی ۸ر

سچے موتی ۲ر — اخبار مہدی ار

گلزار مہدی ار — ماں دھی ار

قادیان ماہی ار — سی حرفی چوہڑ مل اور بگڑی بن گئی ار

گلدستہ احمدی ار — لکھیاں کون مٹاوے تجو بن ۲ر

بانگ احمدی ار — مہدی دی بندی ار

شمشیر مہدی ار — نظارہ امرتسری ار

ٹکڑ بوچ فقیر ار — تبلیغی چٹھی ار

مکتوبات امام خلیفہ اول و اعظم کے نام ۱۰ر

نصائح مبلغین از خلیفہ ثانی ایدہ اللہ ۳ر

قول فیصل ۱۰ر راستبازوں کی پہچان کے میں نشان ۱۰ر

ان میں کوئی رعایت نہیں ہوگی

کاسن احمدی مصنفہ راج بی بی صاحبہ ۲ر

ابیات بابا ہدایت اللہ ار — البرہان الصریح ۲ر

بارہ نشان مصنفہ مولانا جلال الدین شمس ۲ر- ریل نامہ ـ ر

ترجمہ انگریزی ـ ر- ار- از ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب

متفرق

حمائل مصری ۱۲ر مجلد ولایتی چمڑا ۱۲ر- حمائل روسی ۱۲ر مجلد چمڑا ۱۲ر قرآن مجید مترجم ـ ر- حمائل مترجم ۱۲ر- حمائل مترجم ترجمہ حافظ صاحب چمکار محمدی نایاب ۸ر مکمل درس حضرت خلیفہ اول ـ حمائل لطیفہ تیسرنا القرآن عـہ- حمائل لاہوری ۸ر- عمدۃ الاحکام ۱۲ر حدیث

بلوغ المرام ۱۲ر — اربعین بشرح خمسین مترجم ۸ر

نجورہ مترجم ۵ر — دینیات کا رسالہ ار

تحفہ گولڑویہ عـہ — کتاب البریہ ـ ر

کشتی نوح ۶ر — ضرورت الامام ـ ر

لیکچر لاہور ۲ر — تقریر اور خط ۳ر

ازالہ اوہام عـہ و عـہ — فتح اسلام ـ ر

توضیح المرام ـ ر — سرمہ چشم آریہ ۸ر

درثمین اردو نہایت خوشخط فوٹو والی ـ ر

درس القرآن فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ۵ر

کیفیت وید ۵ر — انیسویں صدی کا مہرشی ۱۲ر

صاعقہ ذوالجلال ہر دو حصہ ـ ر — آریہ پنتھ کا فوٹو ـ ر

عیسائیوں کی دیانتداری کا نمونہ ار — ویدوں کے سربستہ راز ـ ر رعایتی ۲ر

اسلامی اصول کی فلاسفی فوٹو والی ـ ر — عظمۃ القرآن ار

تحقیق مجلد ۱۲ر- کسر صلیب ہر دو حصہ اصلی قیمت ـ ر رعایتی ۳ر

ابطال الوہیت مسیح ۲ر

ایک عیسائی نومسلم کا زبردست مضمون۔ لوح الہدیٰ نگمدار ار

عبرت مذہبی ناول ۸ر — سلک مروارید حصہ دوم ـ ر

تفہیمات ربانیہ ۱۲ر — تجلیات رحمانیہ ـ ر

تفہیمات الٰہیہ ـ ر- تعلیم خاتون ـ ر- اخلاق خاتون ـ ر

علماء زمانہ ہر سہ حصہ فی حصہ ـ ر- احمدی جنتری ۲ر- اس کے علاوہ ہر قسم کے قرآن مجید و سپارے بھی مل سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب یونیورسٹی کانووکیشن ۲۲ دسمبر کو یونیورسٹی ہال میں منعقد ہوا۔ چونکہ گورنر پنجاب تشریف نہ لائے تھے۔ اس لئے مسٹر اے سی وولنر وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے ڈگریاں تقسیم کیں۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوا۔ کہ پنجاب میں اس سال ۱۴۱ لڑکیوں نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ آٹھ بی ٹی میں۔ دو ایم اے میں۔ ایک ایل۔ ایل بی میں اور آٹھ ایم بی۔ بی ایس میں کامیاب ہوئیں۔ علاوہ ازیں میٹریکولیشن میں ۲۸۴ اور ایف اے میں ۱۲۱ لڑکیاں پاس ہوئیں۔

اسمبلی کی میعاد میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۶۳ کے ماتحت وائسرائے نے ایک سال کی توسیع کر دی ہے۔ اب یہ میعاد ۳۱ دسمبر ۳۴ء کو ختم ہوگی۔

ریزرو بنک بل ۲۲ دسمبر کو اسمبلی میں پاس ہو گیا۔ سر جارج شسٹر نے ان ممبران کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے بل کے پاس ہونے میں امداد دی۔

نئی دہلی سے ۲۲ دسمبر کی اطلاع ہے کہ سر جوزف بھور نے اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ ہندوستان جاپان اور لنکا شائر کی تجارت پارچہ کے نمائندوں کے درمیان جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ وہ بالکل غیر سرکاری کانفرنس تھی گورنمنٹ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ گورنمنٹ لنکا شائر اور جاپان کے نمائندوں کے ساتھ ایک سا سلوک کرتی رہی ہے۔

ریاست کپورتھلہ کے چیف منسٹر نے ایسوشی ایٹڈ پریس کو اطلاع دی ہے۔ کہ ریاست میں عنقریب ۵۴ ممبران کی ایک اسمبلی قائم کی جائے گی۔ جن میں سے ۳۵ منتخب کئے جائیں گے اور ۱۹ نامزد کئے جائیں گے۔ طریق انتخاب مخلوط ہوگا۔ اور ہر ایک بالغ مرد کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوگا۔ نامزد ممبران میں سے دو عورتیں ہونگی۔ اس اسمبلی کو دیوانی اور فوجداری قوانین بنانے کا پورا اختیار ہوگا۔ لیکن ہر ایک قانون کے لئے مہاراجہ بہادر کی منظوری ضروری ہوگی۔ ریاست کا بجٹ بھی غور و فکر کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

ہوس آف کامنز میں ۲۱ دسمبر کو سر سیموئل ہور نے بتایا۔ کہ جہاں تک نئے بھرتی ہونے والے انڈین سول سروس اور پولیس افسروں کا تعلق ہے۔ ان کی تنخواہوں پر نظر ثانی کرنے کا معاملہ برٹش گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔

وائسرائے ہند کے متعلق ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ وزیر ہند نے آپ کی چار ماہ کی رخصت منظور کر لی ہے۔ آپ آئندہ ماہ مئی میں عازم انگلستان ہونگے۔ چھٹی کے دوران میں سر جافری سٹینلے گورنر مدراس آپ کے قائم مقام ہونگے۔

سردار محمود بیگ طرزی جو امان اللہ خاں کے خسر تھے۔ ۲۴ دسمبر کو استنبول میں وفات پا گئے۔ آپ امان اللہ کے عہد میں چار برس تک افغانستان کے وزیر خارجہ رہے۔

برلن سے ۲۱ دسمبر کی اطلاع ہے کہ یکم جنوری ۳۴ء سے ایک قانون نافذ کیا جائے گا۔ جس کے رو سے چار لاکھ جرمنی کے وہ افراد جو مختلف امراض میں مبتلا ہیں۔ خصی کر دیئے جائیں گے محض اس قانون کے نفاذ کے لئے سترہ سو عدالتوں کا قیام اور ۱۴ ملین مارکس خرچ ہوگا۔

لنڈن سے ۲۰ دسمبر کی اطلاع ہے کہ ملک کے وافر حصے برف میں گھرے ہوئے ہیں۔ دریائے ٹیمس میں پانی کی بجائے برف ہی برف نظر آتی ہے۔ اور تمام یورپ میں سخت شدت کی سردی پڑ رہی ہے۔

مسٹر رفیع احمد قدوائی یو۔ پی کے کانگرسی لیڈر کو ۲۱ دسمبر پولیس نے لکھنؤ میں گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاری ایک پمفلٹ کی بناء پر ہوئی ہے۔ جو ان کے دستخطوں سے ضلع الہ آباد کے دیہات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور جس کے متعلق پولیس کا خیال ہے۔ کہ وہ کانگرس کی امداد کے زمرہ میں آتا ہے۔

فوجی اخراجات کے متعلق سر شادی لال چیف جسٹس ہائی کورٹ لاہور اور سر محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائیکورٹ وغیرہ پر مشتمل ٹریبونل کی رپورٹ حکومت ہند کے احکام اور وزیر اعظم کے اعلان کے ساتھ ۲۰ دسمبر کو نئی دہلی میں شائع ہوگئی جہاں کہیں متفقہ سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ ان حصوں کو بلا ترمیم منظور کر لیا گیا ہے۔ اور جہاں کہیں اختلاف ہے۔ وہاں اکثریت کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے۔ سفارشات ماہ اپریل سے نافذ ہو جائیں گی۔

صوبہ سرحد میں قانون تحفظ عامہ کی دفعات میں ۲۱ دسمبر سے مزید چھ ماہ کے لئے توسیع کر دی گئی ہے۔

ہز میجسٹی نادر شاہ کے قاتل عبدالخالق اور محمود کے متعلق کابل کی اطلاع مظہر ہے کہ پھانسی دیئے جانے کے بعد ان کی لاشوں کو جیل کے باہر ایک سنگین پر لٹکا دیا گیا۔ اور لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے ان میں کرچیں گھونپی گئیں۔

لاہور سنٹرل جیل میں جس قیدی کو قبل از وقت پھانسی دے دی گئی تھی۔ اس کے معاملہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں پنجاب گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں ابتدائی غلطی یہ تھی۔ کہ جس لفافہ میں اس قیدی کی پھانسی کی سزا کے التوا کا حکم ملفوف تھا۔ اس پر اس معاملہ کے ضروری ہونے کے متعلق کوئی نشان نہیں دیا گیا تھا۔ اس لئے سکرٹریٹ کے دو کلرکوں کے خلاف جو اس خطرناک غلطی کے ذمہ دار گردانے گئے ہیں۔ تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔ اور سخت احکام جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کہ آئندہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ اس قسم کی کوئی غلطی سرزد نہ ہو۔

حیدر آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت تاجدار دکن فروری ۳۴ء کے آغاز میں بمبئی جائیں گے۔ جہاں دو تین ہفتہ قیام کریں گے۔

عثمانیہ کالج حیدر آباد میں جلسہ تقسیم انعامات پر مہاراجہ سر کشن پرشاد نے گذشتہ دنوں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ یونیورسٹی بورڈ کے ارکان میں سے ایک ملازمتوں کی سنڈیکیٹ مقرر کی جائے۔ جو گریجویٹوں کے مفاد کی نگہداشت کرے۔ اور اس کا ایک فرض ان کو روزگار دلانے میں امداد کرنا ہو۔

کابل سے ۱۹ دسمبر کی اطلاع ہے کہ قندہار اور ہرات کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہو جانے کے باعث کابل کے ساتھ ملک کے تمام صوبجات کا بجز ہزارہ شریف قطغن اور بدخشاں کے ٹیلیگراف کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے۔

جامع مسجد دہلی میں ۲۲ دسمبر کو مسلمانوں کا ایک پبلک جلسہ ہوا۔ جس میں مقرروں نے نادر شاہ کے قاتلوں کو کرچوں سے زخمی کر کے ہلاک کرنے کے خلاف اظہار مذمت کیا۔ اور کہا کہ اس طرح سزائے موت دینا خلاف شریعت ہے۔ خاتمہ پر دونوں قاتلوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

پیرس سے ۲۲ دسمبر کی اطلاع ہے۔ کہ ایک پہاڑ جس کے دامن میں قصبہ ڈیڈاوس آباد ہے۔ چند دنوں سے اپنی جگہ سے چل کر آگے کی طرف آ رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک یہ پہاڑ ۲۵۰ گز چل چکا ہے۔ قصبہ کے لوگ ڈر کے مارے بھاگ رہے ہیں۔

برطانی پارلیمنٹ میں آج کل ایک مسودہ قانون پیش ہے۔ جس کے رو سے وہ عورت جس کے خاوند کو سزائے موت دی گئی ہو۔ باقاعدہ طلاق حاصل کر کے اس کے پھانسی پانے سے پہلے ہی دوسری شادی کر سکے گی۔

سول نافرمانی کے سلسلہ میں سزا یافتہ قیدیوں کے متعلق دہلی سے ۲۳ دسمبر کی اطلاع ہے۔ کہ نومبر کے آخر میں پچھلے ماہ کے مقابلہ میں ۹۴۵ افراد کی کمی ہو گئی ہے۔

اندور سے ۲۲ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ریاست میں ایک قانون نافذ کیا گیا ہے۔ جس کے رو سے کوئی ۵۰ سالہ مرد کسی کم عمر نوجوان لڑکی سے شادی نہیں کرسکتا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی